✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت سیرتِ صحابہؓ
وقت 5-7 منٹ

# صحابیاتِ رسولؐ کی قربانیوں کے چند ایمان افروز واقعات

## (بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ)

## (تقریر نمبر1)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا (سورۃ الفرقان:74)

یعنی وہ لوگ کہ جب ان کے رب کی آیات انہیں یاد دلائی جاتی ہیں تو ان سے بہروں اور اندھوں کا معاملہ نہیں کرتے۔

ہمیشہ حق کا بنیں سہارا
لٹایا مال اپنا دیں پہ سارا

**معزز سامعات!** مَیں آج آپ کے سامنے **صحابیاتِ رسولؐ کی قربانیوں کے چند ایمان افروز واقعات** پیش کرنے جا رہا ہوں جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2023ء کے موقع پر مستورات کے اجلاس میں بیان فرمائے۔

**حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:**

**ہر شعبۂ زندگی میں صحابیات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور قوت قدسی سے فیض پا کر ایسے نمونے قائم کیے جو مثال بن کر ہمیشہ چمکتے رہیں گے۔** ان میں صحابیات کی عبادات اور تعلق باللہ کے معیاروں کے واقعات ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے معیار کے واقعات ہیں۔ مالی قربانیوں کے معیار کی بعض مثالیں ہیں۔ جان کی قربانی اور دین کی خاطر اپنے بچوں کی جان کی قربانی کے معیار قائم کرنے کے واقعات ہیں۔ اسی طرح بچوں کی تربیت کے بارے میں کیا طریق تھا اس کی ایک دو مثالیں ہیں۔ یہ وہ عورتیں تھیں جو اسلام لانے سے پہلے دنیا سے پیار کرنے والی تھیں۔ بہت زیادہ دنیاوی خواہشات رکھتی تھیں لیکن جب دین قبول کیا تو پھر اپنا سب کچھ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت کے لیے قربان کر دیا۔

حضرت حمنہ بنت جحشؓ کے بارے میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو ایک رسّی دو ستونوں کے درمیان بندھی ہوئی دیکھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ رسی کیا ہے؟ عرض کیا گیا یارسول اللہ! یہ حمنہ بنت جحش کی ہے جو نماز ادا کرتی ہیں۔ جب تھک جاتی ہیں تو اس کے ذریعے سہارا لیتی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے چاہیے کہ جتنی طاقت ہے اتنی نماز پڑھے اور جب تھک جائے تو بیٹھ جائے۔ ایک اَور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو لوگوں نے کہا یہ زینب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں کے لیے ہے۔ وہ نماز پڑھتی ہیں۔ جب وہ تھک جاتی ہیں یا وقفہ کرتی ہیں تو اس کو پکڑ لیتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کھول دو۔ پھر فرمایا چاہیے کہ تم میں سے جب کوئی ہشاش بشاش ہو تو نماز پڑھے۔ جب تھکاوٹ محسوس ہو یا وقفہ کرے تو بیٹھ جائے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ میرے پاس ایک عورت تھی۔ آپؐ نے پوچھا یہ کون ہے؟ مَیں نے عرض کیا یہ عورت ساری رات سوتی نہیں نماز پڑھتی رہتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہیں چاہیے وہ کام کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا لیکن تم اکتا جاؤ گے اور **اللہ کو سب سے پیارا دین وہ ہے جس پر اس کا بندہ دوام اختیار کرے۔** (صحیح البخاری کتاب الایمان)

پھر حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اپنی والدہ کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ میری والدہ کو روزے سے اس قدر محبت تھی کہ ہر پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتی تھیں۔

(طبقات الکبریٰ جلد 8 صفحہ 217)

پھر ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کی ایک جماعت میں مال غنیمت تقسیم فرمارہے تھے۔ حضرت زینب بنت جحشؓ نے کوئی بات کہی تو حضرت عمرؓ نے ان کو ڈانٹ دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! ان کو چھوڑ دو۔ وہ تو اَوَّاھَۃٌ ہیں یعنی جو خوفِ خدا اور محبت کی وجہ سے بہت آہیں بھرتا ہو۔ یہ نہ ہو کہ تم اس کی آہ کے نیچے آجاؤ۔

(الاصابہ جلد 8 صفحہ 154)

**سامعات!** آئیں! اب کچھ واقعات **صحابیات کے اپنے آقاؐ سے محبت اور عشق کے اپنے آقا** حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبانی سنیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ پھر عشقِ رسول کی باتیں آتی ہیں۔ یہاں بھی خواتین کے معیار ہیں۔ یہی وہ معیار تھے جس نے مردوں میں وہ جذبہ پیدا کیا جس سے وہ عشقِ رسول اور دین کی خاطر قربانی میں بڑھے۔ ایسے ہی ایک واقعہ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے انداز میں یوں بیان فرمایا ہے کہ "اُحد کی جنگ میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہید ہونے کی خبر پھیل گئی اور جب کمزور اور بزدل لوگ میدانِ جنگ سے بھاگ کر مدینہ کی طرف آرہے تھے تو مدینہ کی عورتیں اُحد کے میدان کی طرف دیوانہ وار دوڑی جاتی تھیں اور بعض عورتیں تو میدانِ جنگ تک جا پہنچیں۔ ایک عورت کے متعلق آتا ہے کہ جب وہ میدانِ جنگ میں پہنچیں تو انہوں نے ایک مسلمان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیریت کے متعلق پوچھا تو اس شخص نے جواب دیا کہ بی بی! تمہارا باپ مارا گیا ہے۔ اس نے کہا میں تم سے اپنے باپ کے متعلق نہیں پوچھ رہی۔ مَیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پوچھتی ہوں۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ اس شخص نے اس کے باپ، بھائی، بیٹا اور خاوند چاروں کے مرنے کی اطلاع اسے دی اور بعض روایات میں آتا ہے کہ اس نے اس کے تین رشتہ داروں یعنی باپ، بھائی اور خاوند کے مرنے کی اطلاع دی لیکن ہر دفعہ اس عورت نے یہی کہا کہ مَیں تم سے رشتہ داروں کے متعلق نہیں پوچھتی، مَیں تو یہ پوچھتی ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیریت سے ہیں۔ اس کے بعد پھر وہ میدانِ جنگ کی طرف بھاگ پڑی اور وہ فقرہ جو وہ کہتی تھی اس سے پتہ لگتا ہے کہ اس کے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتنی محبت تھی۔ وہ اُحد کے میدان کی طرف دوڑی جاتی تھی۔ اسے جو سپاہی ملتا اسے کہتی مَافَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) ارے! رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کیا کیا۔" مصلح موعودؓ کہتے ہیں "یہ فقرہ خالص طور پر عورتوں کا فقرہ ہے کوئی مرد اپنے پاس سے یہ فقرہ نہیں بنا سکتا کیونکہ جب کسی عورت کا بچہ یا اس کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ کہتی ہے ارے! تم نے یہ کیا کیا، تم ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔ پس یہ فقرہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا کیا ایک زنانہ آواز ہے اور کوئی مؤرخ ایسا جھوٹا فقرہ نہیں بنا سکتا کیونکہ عورتوں کے سِوا یہ فقرہ کسی اَور کے منہ سے نہیں نکل سکتا۔ وہ عورت یہ کہتی جاتی تھی کہ ہائے! رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کیا کیا کہ آپ شہید ہو گئے اور ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔ اسے صحابیؓ کے بتا دینے پر بھی تسلی نہ ہوئی اور اصرار کیا کہ تم مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو۔ جب اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آئے تو وہ بھاگتی ہوئی آپؐ کے پاس پہنچی اور آپؐ کا دامن پکڑ لیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بی بی! مجھے افسوس ہے کہ تیرا باپ اور تیرا بھائی اور تیرا خاوند لڑائی میں مارے گئے۔ اس عورت نے جواب دیا۔ **جب آپؐ زندہ ہیں تو مجھے کسی اَور کی موت کی پرواہ نہیں۔"**

(فریضۂ تبلیغ اور احمدی خواتین، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 399-400)

**سامعات!** ایک بوڑھی خاتون کے عشقِ رسول کے بارے میں ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ "جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد کے میدان سے واپس تشریف لائے تو مدینہ کی عورتیں اور بچے شہر سے باہر استقبال کے لئے نکل آئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی باگ ایک پرانے اور بہادر انصاری صحابی سعد بن معاذؓ نے پکڑی ہوئی تھی اور وہ فخر سے آگے آگے چلے آرہے تھے۔ شہر کے پاس انہیں اپنی بڑھیا ماں جس کی نظر کمزور ہو چکی تھی آتی ہوئی ملی۔ احد میں اس کا ایک بیٹا بھی مارا گیا تھا۔ اس بڑھیا کی آنکھوں میں موتیا بند اُتر رہا تھا اور اس کی نظر کمزور ہو چکی تھی۔ وہ عورتوں کے آگے کھڑی ہو گئی اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگی اور معلوم کرنے لگی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ سعد بن معاذؓ نے سمجھا کہ میری ماں کو اپنے بیٹے کے شہید ہونے کی خبر ملے گی تو اسے صدمہ ہو گا۔ اس لئے انہوں نے چاہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے حوصلہ دلائیں اور تسلی دیں۔ اس لئے جونہی ان کی نظر اپنی والدہ پر پڑی انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! میری ماں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں! آپؐ نے فرمایا۔" اس لیے کہا کہ آپؐ اس کو بھی افسوس کریں۔ آپؐ نے اسے دیکھ کر فرمایا۔ "بی بی! بڑا افسوس ہے کہ تیرا ایک لڑکا اس جنگ میں

شہید ہو گیا ہے۔ بڑھیا کی نظر کمزور تھی اس لئے وہ آپؐ کے چہرہ کو نہ دیکھ سکی۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھتی رہی۔ آخر کار اس کی نظر آپؐ کے چہرہ پر ٹِک گئی۔ وہ آپؐ کے قریب آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہؐ! جب مَیں نے آپ کو سلامت دیکھ لیا ہے تو آپ سمجھیں کہ میں نے مصیبت کو بھون کر کھا لیا۔"
پھر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اَور انداز دیکھیں۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ام سلیمؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ تھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چمڑے کی ایک چٹائی بچھاتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں اس چمڑے کی چٹائی پر ہی قیلولہ کرتے تھے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے تو انہوں نے یعنی حضرت ام سلیمؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال لیے اور انہیں ایک شیشی میں اکٹھا کر لیا پھر انہیں ایک خوشبو میں ملا لیا۔

(صحیح البخاری کتاب الاستئذان)

ایک روایت کے مطابق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھنے پر حضرت ام سلیمؓ نے عرض کی کہ ہم اس پسینہ سے اپنے بچوں کے لیے برکت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل)

**سامعات! صحابیات کس حد تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔** اس بارے میں ایک روایت ہے۔
ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ نے اپنے والد حضرت ابوسفیان کے انتقال کے بعد اور ام المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ نے اپنے بھائی کے وصال کے تین دن بعد خوشبو لگائی اور ارشاد فرمایا خدا کی قسم! مجھے اس کی ضرورت نہ تھی مگر میں نے سرکار دوعالَم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو عورت اللہ عزوجل اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ کسی کے مرنے کا سوگ تین راتوں سے زیادہ کرے سوائے شوہر کے کہ اس کے سوگ کی مدت چار ماہ دس دن ہے۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ کہتی ہیں کہ مَیں حضرت ام حبیبہؓ کے پاس گئی جب ان کے والد ابوسفیان کا انتقال ہوا۔ پس انہوں نے خوشبو دار چیز منگوائی جس میں زردی تھی یا کچھ اَور۔ اور پھر اپنے رخسار پر ملی۔ سنگھار کیا۔ اس کے بعد فرمایا واللہ! مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں ہے مگر مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو عورت اللہ پر اور آخری دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ بناؤ سنگھار سے رکے سوائے اپنے شوہر کے کہ اس کے لیے چار مہینے اور دس دن اس نے اپنے آپ کو روکے رکھنا ہے۔

(سنن ابوداؤد کتاب الطلاق)

**سامعات! اب چند واقعات صحابیات کے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت کے حوالے سے پیش ہیں۔ حضور فرماتے ہیں۔** حضرت فاطمہ بنت قیسؓ جو پہلے پہل ہجرت کرنے والی عورتوں میں سے تھیں انہوں نے کہا مجھے عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ آکر شادی کا پیغام دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مجھے اپنے غلام اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے شادی کے لیے پیغام دیا اور مَیں نے سن رکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی مجھ سے محبت رکھتا ہے اسے اسامہ سے بھی محبت رکھنی چاہیے۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس سلسلے میں گفتگو کی تو میں نے کہا میں اپنا معاملہ آپؐ کو سونپتی ہوں۔ آپؐ جس سے چاہیں میری شادی کر دیں۔

(ماخوذ از سیر الصحابہ جلد 6 صفحہ 183)

پھر ایک نوجوان لڑکی کے عشقِ رسول اور کامل اطاعت کا واقعہ سنیں۔ ایک روایت میں آتا ہے ابوبرزہ اسلمی سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری آدمی سے کہا۔ اپنی بیٹی مجھے دے دو۔ اس نے کہا زہے نصیب یا رسول اللہ! بہت بہتر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں اپنی ذات کے لیے اس کا مطالبہ نہیں کر رہا، کوئی اپنے لیے رشتہ نہیں مانگ رہا۔ اس نے پوچھا یا رسول اللہؐ! پھر کس کے لئے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جلیبیب کے لیے۔ یہ سیاہ فام مسلمان غلام تھے۔ اس انصاری نے کہا یا رسول اللہؐ! مَیں لڑکی کی ماں سے مشورہ کر لوں۔ چنانچہ وہ اس کی ماں کے پاس آیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری بیٹی کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ اس کی بیوی نے کہا بہت خوب، بڑی اچھی بات ہے اور کیا چاہیے۔ اس انصاری نے وضاحت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے نکاح کا پیغام نہیں دیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلیبیب کے لیے پیغام دیا ہے۔ اس نے کہا کیا؟ جلیبیب کے لیے؟ وہ غلام؟ ہرگز نہیں۔ بخدا! مَیں کسی صورت میں اس کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی نہیں کروں گی۔ جب وہ انصاری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتانے کے لیے جانے لگا تو وہاں لڑکی آ گئی اور اس لڑکی نے کہا تمہارے پاس میرے لیے کس نے نکاح کا پیغام بھیجا ہے؟ اس کی ماں نے سارا واقعہ بیان کیا تو اس لڑکی نے کہا۔ کیا آپ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو رد کریں گے؟ ایسا ہرگز

نہیں ہو سکتا۔ آپ میرا نکاح وہاں کریں جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ چنانچہ اس کا باپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اگر آپؐ اس رشتے سے راضی ہیں تو ہم بھی راضی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح جلیبیب سے کر دیا۔ روایات میں آتا ہے کہ جنگِ احد میں ان کے یہ خاوند شہید ہو گئے تو ان کی اس بیوہ کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر وبرکت کی دعا کی اور اس دعا کی برکت تھی کہ مدینہ کی مالدار بیواؤں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 663-664)

**سامعات! پھر مالی قربانی کے بعض واقعات** ہیں۔ سب سے پہلے تو حضرت خدیجہؓ کا ذکر آتا ہے جنہوں نے اپنا سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قربان کر دیا۔ تمام مال آپؐ کو دے دیا۔ اپنے غلام دے دیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں بھی حضرت خدیجہؓ کی کس قدر عزت تھی اس بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لے کر گئے ہوں اور حضرت خدیجہؓ کا ذکر نہ فرمایا ہو اور اس کی تعریف نہ بیان فرمائی ہو۔ ایک روز جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر کیا تو مجھے غیرت محسوس ہوئی اور میں نے کہا وہ ایک بڑھیا ہی تو تھی، اللہ نے آپؐ کو اس سے بہتر بدل عطا فرمایا اور بہت سی بیویاں ہیں آپؐ کی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت ناراض ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہیں! **اللہ کی قسم! اللہ نے مجھے اس سے بہتر بدل نہیں عطا فرمایا۔ وہ ایمان لائی جب لوگوں نے انکار کیا اور اس نے میری تصدیق کی جب لوگوں نے میری تکذیب کی اور اپنے مال سے میری مدد کی جب لوگوں نے اپنا مال مجھ سے روکے رکھا اور اللہ نے مجھے اس سے اولاد عطا فرمائی جبکہ دوسری عورتوں سے نہ دی۔**

(اسد الغابہ جلد 7 صفحہ 86)

حضور فرماتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ، حضرت خدیجہؓ کے بارے میں تاریخ سے واقعات بیان فرماتے ہیں کہ "حضرت خدیجہؓ جب ایمان لائیں تو ان کو کیا معلوم تھا کہ اس ایمان کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کیا کچھ برکات مقدر کر رکھی ہیں۔ بے شک انہوں نے اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے اپنا تمام مال قربان کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ مکہ کی متموّل ترین عورت ہوتے ہوئے غربت اور تنگدستی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو گئیں اور پھر شعبِ ابی طالب میں متواتر تین سال تک انہوں نے ایسی ایسی تکالیف برداشت کیں کہ انہی کے نتیجہ میں آپؓ وہاں سے نکلتے ہی انتقال فرما گئیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانیوں کو ایسا نوازا کہ آج تک عالمِ اسلام ان کا نام عزت اور ادب کے ساتھ لے رہا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ان کی ایسی محبت ڈالی کہ جنگِ بدر میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ سلم کے داماد ابو العاص جو ابھی تک اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے قید ہو کر آئے تو آپؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے جو ابھی مکہ میں ہی تھیں ان کے فدیہ کے طور پر اپنے گلے کا ہار اُتار کر بھیج دیا۔ یہ وہ ہار تھا جو حضرت خدیجہؓ نے اپنی بیٹی کو جہیز میں دیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہار کو دیکھا تو آپؐ کو حضرت خدیجہؓ یاد آگئیں اور آپؐ کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ پھر آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا۔ اگر تم چاہو تو خدیجہؓ کی یہ یادگار ان کی بیٹی کے پاس محفوظ رہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 26-27)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ کی قربانی کو ہمیشہ یاد رکھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود بھی مالی قربانی میں کم نہیں تھیں۔ ان کے بارے میں بھی بہت سی روایات ملتی ہیں۔ چنانچہ ذکر ملتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کا ایک سب سے نمایاں وصف جُود و سخا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ فرمایا کرتے تھے کہ مَیں نے ان سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہؓ نے ان کی خدمت میں لاکھ درہم بھیجے تو شام ہوتے ہوتے سب خیرات کر دیے اور اپنے لیے کچھ نہ رکھا۔ اتفاق سے اس دن روزہ رکھا ہوا تھا۔ لونڈی نے عرض کی کہ افطار کے لیے کچھ نہیں ہے۔ فرمایا: پہلے سے کیوں نہیں یاد کرایا۔

(سیر الصحابہؓ جلد 6 صفحہ 49)

**پھر ازواجِ مطہرات کی مالی قربانیوں کے بارے** میں ایک روایت یوں ملتی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج مطہرات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم میں سے کون سب سے جلدی آپؐ سے ملنے والی ہے۔ آپؐ نے فرمایا تم میں سب سے لمبے ہاتھ والی۔ تو انہوں نے سرکنڈا لیا، ایک سوٹی لی اور اس کو ماپنے لگیں۔ پس حضرت سودہؓ ان میں سب سے زیادہ لمبے ہاتھ والی تھیں۔ پس ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ ہاتھ کی لمبائی سے ان کی مراد صدقہ تھا اور وہ حضرت زینبؓ تھیں جو ہم میں سے سب سے جلد آپ سے ملنے والی تھیں اور وہ بہت زیادہ صدقہ دیا کرتی تھیں۔ (صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ)

غزوۂ تبوک میں صحابیات نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر مدد کی۔ ام سنان اسلمیہ کہتی ہیں مَیں نے حضرت عائشہؓ کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک کپڑا بچھا ہوا دیکھا جس میں خوشبو، بازوبند، کنگن، کانٹے اور انگوٹھیاں تھیں اور پازیب بھی تھیں جو سب عورتوں نے مسلمانوں کے جہاد کے لیے دی تھیں۔

(کتاب المغازی للواقدی جلد 3 صفحہ 992)

**معزز سامعات! صحابیات نے اپنی جان کی قربانیاں پیش کیں۔** اس بارے میں بھی ہمیں تاریخ میں واقعات ملتے ہیں جو یقیناً ہمارے ایمانوں میں ایک نئی روح پھونکنے والے ہیں۔ صدیاں گزرنے کے باوجود ہمارے ایمانوں کو تازگی بخشنے والے ہیں۔ حضرت عمارؓ کے والدین کے ساتھ کفار نے جو ظالمانہ سلوک کیا اس کا تاریخ میں ذکر آتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس واقعے کو اپنی ایک تقریر میں تاریخ سے بیان کیا کہ ”آپ کے والد یاسرؓ اور آپ کی والدہ سمیہؓ کو بھی کفار بہت دکھ دیتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ جبکہ ان دونوں کو دکھ دیا جا رہا تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے۔ آپؐ نے ان دونوں کی تکلیفوں کو دیکھا اور آپؐ کا دل درد سے بھر آیا۔ آپؐ ان سے مخاطب ہو کر بولے صَبۡرًا اٰلَ یَاسِرٍ فَاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْجَنَّةُ۔ اے یاسر کے خاندان! صبر سے کام لو۔ خدا نے تمہارے لئے جنت تیار کر چھوڑی ہے اور یہ پیشگوئی تھوڑے ہی دنوں میں پوری ہو گئی کیونکہ یاسرؓ مار کھاتے کھاتے مر گئے مگر اِس پر بھی کفار کو صبر نہ آیا اور انہوں نے ان کی بڑھیا بیوی سمیہؓ پر ظلم جاری رکھے۔ چنانچہ ابوجہل نے ایک دن غصہ میں ان کی ران پر زور سے نیزہ مارا۔ حضرت سمیہؓ کے ران کو چیرتا ہوا ان کے پیٹ میں گھس گیا اور تڑپتے ہوئے انہوں نے جان دے دی۔“

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 195-196)

(مُلخّص از الفضل انٹرنیشنل 5 ستمبر 2024ء)

سخاوت، شجاعت، فصاحت، بلاغت
تھا ان کی رگوں میں بھی خونِ حجازی

✪✪✪✪